OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0006 , PP: 17-28

معاشرتی رسومات کے جواز اور عدم جواز کے لیے اسلامی اصول و قواعد کا مطالعہ

A study of Islamic principles and rules for the legitimacy and illegitimacy of social rituals

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Nazakat Ali
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, The University of Haripur, KP, Pakistan
alinazkat192@gmail.com

Dr.Muhammad Fayyaz
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,Hazara University, Mansehra
dr.fayyazirs@hu.edu.pk

Abstract

Various changes take place in the society with the passage of time. But Every society has some values and rituals that are characteristic of it. Sometimes there are many rituals that make it difficult for a person to do or leave. But if their Shari'ah ruling is known, then it becomes easy for a person to perform or leave such rituals.so Islam provides principles for determining the legal status of social rituals. For any ritual to be valid, it must not contradict any Shari'ah rule. It is necessary to abandon any ritual if it is performed as a duty and obligation as a virtue. If a permissible work is done as if it is obligatory, then it becomes necessary to give it up. And if any unnecessary deed is considered good, then it will also be unlawful.

***Keywords**: social ritual ,legitimacy, principle, rules.*

تمہید

معاشرہ کی بنیادی اکائی فرد ہے اور افراد کا مجموعہ معاشرہ کہلاتا ہے۔ معاشرے میں افراد کے طبائع مختلف ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرے میں مختلف قسم کی تبدیلیاں بھی رونما ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن دنیا کے مختلف معاشرے اپنی ایک شناخت قائم رکھنے کے لیے مختلف رسومات و اقدار رکھتے ہیں جو اس معاشرے کا خاصہ ہوتے ہیں۔ اور ان خاص رسومات کو دوسرا معاشرہ جلدی جلدی قبول کرنے لیے تیار نہیں ہوتا ہے۔ لیکن بسا اوقات مختلف اقوام اور معاشروں کی ترقی و تنزلی کی وجہ سے معاشرتی رسومات ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ ان معاشرتی رسومات کے ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے کی طرف انتقال کے مختلف اسباب و وجوہات ہو سکتی ہیں، لیکن اس کی سب سے بڑی وجہ تغیرات زمانہ ہے۔ اسلام ایک ایسا دستور حیات ہے جو اپنے پیروکاروں کو مکمل معاشرتی زندگی کے احکامات فراہم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف

CC BY

معاشروں کی معاشرتی رسومات کے بارے میں اصول بھی فراہم کرتا ہے۔ اس آرٹیکل میں مختلف معاشرتی رسومات کی لیے اسلام کے فراہم کردہ اصولوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام معاشرہ کی کون سی رسومات کو قائم رکھنا چاہتا ہے، یا اسلام کی نظر میں کون سی رسومات اچھی ہیں اور کون کون سی رسومات کی اسلام مخالفت کرتا ہے اور ان معاشرتی رسومات کو ترک کرنے کا حکم کرتا ہے۔ چنانچہ مختلف ادوار میں مختلف معاشرتی رسم و رواج کی نشاندہی اور وضاحت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کی جاتی رہی ہے۔ ابراہیم بن موسیٰ الشاطبیؒ کی مشہور کتاب ''الاعتصام'' مختلف بدعات و رسم رواج کے رد میں بہترین کتاب ہے۔ امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی کتاب راہ سنت رد بدعات و رسومات پر مشتمل ہے۔ لیکن ان کتابوں میں بعض عبادات وغیرہ سے متعلق رسومات و بدعات کا جائزہ لیا گیا ہے، اور رسومات کے لیے اسلام کے فراہم کردہ اصولوں کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اسی طرح تحقیقی جریدے القلم کے جون ۲۰۱۵ کے شمارہ میں ڈاکٹر شاہدہ پروین کا آرٹیکل '' پنجاب کے دیہی و شہری علاقوں میں زائرین حج و عمرہ کے رخصت و استقبال کی رسومات ایک جائزہ'' شائع ہوا ہے۔ لیکن اس میں بھی صرف پاکستان کے صوبہ پنجاب کی حج و عمرہ کے زائرین کے متعلقہ رسومات کا ذکر ہے رسم و رواج کے متعلق اسلام کے قوانین کا ذکر نہیں ہے۔

کسی بھی غیر ضروری امر کو رسم بنا کر بطور نیکی کرنا جائز نہیں:

شریعت اسلامیہ نے ایک کام کو لازم اور ضروری قرار نہ دیا ہو، اور وہ امر غیر ضروری ہو، اس کو رسم بنا کر نیکی کے طور پر کیا جائے تو شریعت اسلامیہ ایسی ہر رسم کی تردید کرتا ہے۔ زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں اہل عرب میں ایک رسم تھی کہ جب بھی کوبندہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتا یا کسی اور سفر سے واپس آتا تو گھر میں دروازے سے داخل نہ ہوتا تھا بلکہ مکان کے عقب سے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوتا اور اس کو نیکی تصور کیا جاتا۔ [1]

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب نے گھر میں دروازے سے داخل ہونے جیسے مباح اور جائز امر کو ممنوع قرار دے دیا۔ گھر کی پشت سے داخل ہونے جیسے غیر ضروری امر لازم قرار دیتے ہوئے رسم بھی بنا لیا اور اسے اپنی طرف سے نیکی بھی قرار دے دیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اس رسم کی تردید کرتے ہوئے حکم دیا کہ

"وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[2]

''یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ، لیکن نیکی تو اس شخص کی ہے جو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ''۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں اس آیت میں اس کا بھی بیان ہے کہ

'' أن ما لم يشرعه الله قربة ولا ندب اليه لايصير قربة بأن يتقرب به متقرب.''[3]

''جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مباح اور قربت کا ذریعہ مشروع قرار نہیں دیا تو وہ قربت کا ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ اس سے کوئی قربت حاصل کرلے''۔

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں اس آیت سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس چیز کو شریعت نے ضروری یا عبادت نہ کہا ہو اس کو اپنی طرف سے ضروری اور عبادت سمجھ لینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جو چیز شرعاً گناہ نہ ہو اس کو گناہ سمجھنا بھی گناہ ہے۔

ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کر رکھا تھا کہ گھر کے دروازے سے داخل ہونے کو گناہ قرار دے دیا حالانکہ یہ جائز تھا اور گھر کے عقب سے دیوار توڑ کر داخل ہونے کو ضروری قرار دیا حالانکہ یہ غیر ضروری تھا۔بدعات کے ناجائز ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ غیر ضروری چیزوں کو فرائض و واجبات کی طرح ضروری سمجھ لیا جاتا ہے، یا بعض جائز چیزوں کو حرام و ناجائز قرار دے دیا جاتا ہے، اس آیت میں ایسا کرنے کی ممانعت واضح طور پر ثابت ہو گئی جس سے ہزاروں اعمال کا حکم معلوم ہو گیا۔[4]

چنانچہ معاشرتی رسوم سے متعلق اس سے یہ اصول و قانون ملتا ہے کہ ہر وہ رسم جس میں غیر ضروری امر کو ضروری قرار دے دیا گیا ہو اور اسے نیکی بھی تصور کیا جائے، تو ایسی رسم شریعت اسلامیہ کی رو سے مردود ہو گی۔ بلکہ رسم کے علاوہ کوئی انسان کسی مباح کو بھی اپنے اوپر لازم کر لے اور اس کے خلاف نہ کرے تو تو ایسا کرنا جائز نہ ہو گا۔

عصر حاضر میں مسلم معاشرے میں ایسی بہت سی رسومات ہیں جن کو دین اور نیکی سمجھ کر بڑے اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں دین اور نیکی سے ان رسومات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے شادی کی رسومات میں سے یہ رسم بھی ہے کہ دلہن کو گھر سے رخصت کرتے ہوئے اس کے پاؤں کے نیچے چاول پھینکے جاتے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دلہن نئے گھر میں وافر رزق لائے گی۔ یہ رسم امر غیر ضروری کو لازم کر لینے اور رزق کی ناقدری کی وجہ سے جائز نہیں۔

امر غیر ضروری کو فرائض وواجبات کی طرح لازم کر لینا اسے ناجائز بنا دیتا ہے:

کوئی بھی ایسا امر جس کو شریعت نے فرض یا واجب قرار نہ دیا ہو، اگر اس امر غیر ضروری کو فرائض و واجبات کی طرح لازم کر لیا جائے، اس کی پابندی پر اصرار کیا جائے اور نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے تو ایسا امر غیر ضروری ناجائز ہو گا۔ شریعت اسلامیہ نے احکام میں فرائض، واجبات، مباحات، اور مستحبات کی حدود مقرر کر دی گئیں ہیں۔ ہر حکم کو اس کی حد میں رکھنا ضروری ہے۔ حد سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾[5]

"اور جو کوئی اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے لازم ہے کہ اپنی میں نماز میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرو وہ اس طرح کہ کوئی نماز کے بعد دائیں طرف پھرنے کو لازم سمجھ لے۔

"لقد رأيت النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره"[6]

"میں نے بارہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد بائیں طرف سے مڑتے دیکھا ہے"۔

شارح مشکوٰۃ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ

"و فيه أن من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر؟"[7]

"اس حدیث میں یہ بات ہے کہ جو شخص کسی امر مندوب پر اصرار کر لے اور اسے عزیمت جان لے اور رخصت پر کبھی عمل نہ کرے، تو شیطان اسے گمراہ کرنے کا حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو پھر کسی بدعت اور منکر پر اصرار کرنے والے کا کیا حال ہو گا؟"

ابن المنیر فرماتے ہیں کہ

" فيه أن المندوبات قد تنقلب المكروهات إذا رفعت عن رتبها لأن التيامن مستحب في كل شيئ أي من أمور العبادة لكن لما خشي ابن مسعود أن يعتقدوا وجوبه أشار إلى كراهته"[8]

"اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کبھی کبھی مندوبات بھی مکروہات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جب مندوبات کو ان کے مقام سے بلند کیا جائے، اس لیے کہ تیامن (دائیں طرف سے شروع کرنا) تمام امور عبادت میں مستحب ہے، لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امر مندوب کے واجب ہونے کے اعتقاد کا خطرہ محسوس کیا تو اس کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ کر دیا"۔

اس اصول کے ذریعے سے بھی بہت سی معاشرتی رسومات و اعمال کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کسی مسلمان کے فوت ہونے پر اس کے گھر والوں کے ساتھ تین دن کے اندر تعزیت کرنا سنت و مستحب ہے۔ لیکن عصر حاضر میں تعزیت کو تیسرے دن کے ساتھ خاص کرنے کی رسم عام ہو گئی۔ تعزیت کو تیسرے دن کے ساتھ خاص کرنا ایک شرعی حکم میں زیادتی کرنا ہے جو کہ جائز نہیں ہے اسی وجہ سے اس میں کراہت آجاتی ہے۔

مردہ کے لیے ایصال ثواب کرنا عمل مشروع اور مستحب ہے۔ شریعت اسلامیہ میں ایصال کرنے کے لیے کسی وقت کی تعیین نہیں فرمائی۔ دن، رات اور کسی بھی تاریخ میں کیا جائے کوئی قید اور پابندی نہیں ہے۔ لیکن اگر فوت شدہ مسلمانوں کو ایصال ثواب کے لیے کسی تاریخ یا دن کو متعین کر لیا جائے اور اسی دن ایصال ثواب کرنا لازم قرار دیا جائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ جیسے کئی علاقوں یہ بات عام ہے کہ میت کے دفنانے کے بعد ہر جمعرات کو قرآن خوانی کرکے ایصال ثواب کرنا لازم سمجھا جاتا ہے اور ایسا نہ کرنے والے کو لعن طعن کیا جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لیے جمعرات کے دن کو لازم سمجھنا ایک امر غیر شرعی ہے جس کو فرائض و واجبات کی طرح لازم کر لیا گیا ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

کسی رسم یا عمل کی نظیر فرائض یا سنن میں ہو تو ہی وہ جائز ہوگا:

کسی بھی رسم یا عمل کے جائز یا ناجائز ہونے پر اشکال ہو تو غور کیا جائے اگر اس رسم یا عمل کی کوئی مثال فرائض یا سنن میں ملتی ہو تو وہ جائز ہوگا اور اگر اس کی مثال فرائض و سنن میں نہ ملتی ہو تو وہ ناجائز ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک کو دیکھا دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ابو اسرائیل ہے اور اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، نہ بیٹھے گا، اور نہ ہی سائے میں جائے گا اور نہ ہی کسی سے بات کرے گا، اور ہمیشہ روزہ رکھے گا۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

"مروه فليتكلم وليستظل وليقعد وليتم صومه"[9]

"اسے حکم کرو کہ بات کرے اور سائے میں آجائے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ مکمل کرلے"۔

حضور اقدس ﷺ نے کھڑا رہنے اور سائے میں نہ جانے اور گفتگو نہ کرنے کو باطل قرار دیا کیونکہ ان کاموں کا ذریعہ قرب ہونے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں تھی اور روزہ کو مکمل کرنے کا حکم دیا کیونکہ شریعت میں روزے کا ذریعہ قرب ہونا صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عمل یا رسم کے نیکی یا ذریعہ قرب ہونے میں اشکال ہو تو اس عمل میں غور کیا جائے، اگر اس کی نظیر فرائض یا سنن میں ہو تو وہ عمل جائز ہوگا اور اگر اس کی نظیر فرائض یا سنن میں نہ ہو تو وہ نیکی یا قربت کا ذریعہ نہیں۔[10]
اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے معاشرے کے بہت سے رسم و رواج کو حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے پاکستان کے کئی

علاقوں میں قبر کو پختہ کرنے کی رسم عام ہے۔ بہت سے علاقوں میں اسے نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس رسم کو اس اصول پر پرکھا جائے تو شریعت اسلامیہ میں قبر کو پختہ کرنے کو کوئی نظیر نہیں ملتی۔ بلکہ روایات میں قبر کو پختہ کرنے کی ممانعت منقول ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے منع کیا

" أن يجصص القبر وأن يقعد اليه و أن يبنى عليه"[11]

"قبر کے پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور عمارت بنانے سے"۔

لہٰذا قبر کو پختہ کرنے کی رسم جائز نہیں ہے۔

رسم کسی شرعی حکم سے متصادم ہو تو ناجائز ہو گی:

ہر ایسی رسم جو شریعت اسلامیہ کے کسی حکم سے متصادم ہو، اور اس رسم پر عمل کی وجہ سے شرعی حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہو تو ایسی رسم جائز نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ ایسی رسم کی تردید کرتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں ایسی کئی رسومات و خیالات پائے جاتے تھے جو صراحتاً شریعت اسلامیہ کے احکامات کے خلاف تھے تو حضور اقدس ﷺ نے ان کی تردید کی ہے۔

اہل عرب کے ہاں ایک رسم یہ تھی کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ یا کسی اور عضو سے تشبیہ دی یعنی بیوی کو کہا تو میرے لیے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ اس کو عرب کے ہاں ظہار کہا جاتا تھا تو ایسا کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے اس حرام ہو جاتی۔[12]

اللہ تعالی نے اس رسم و خیال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا

"وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ "[13]

"اور نہیں کیا تمہاری بیویوں کو جن کو ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری حقیقی مائیں"۔

مفتی شفیع عثمانیؒ آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اگر کسی نے بیوی کو ماں کے برابر یا مثل کہہ دیا تو وہ حقیقی ماں کی طرح ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو گئی۔ تمہارے کہنے سے بیوی حقیقتاً ماں نہیں ہو جاتی، تمہاری ماں تو وہی ہے جس سے تم پیدا ہوئے ہو۔ اس آیت نے اہل جاہلیت کے اس خیال کو باطل کر دیا کہ ظہار کرنے سے حرمت مؤبدہ نہیں ہوتی۔ آگے یہ بات کہ ایسا کہنے پر کوئی شرعی اثر مرتب ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کا حکم مستقلاً سورۃ المجادلہ میں بتایا گیا ہے کہ ایسا کہنا گناہ ہے۔ اس سے پرہیز واجب ہے۔ اور ایسا کہنے والا اگر کفارہ ظہار ادا کر دے تو بیوی اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔[14]

اسی طرح اہل عرب کے ہاں یہ بھی رسم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی بچے کو منہ بولا بیٹا (متبنّیٰ) بناتا تو وہ تمام احکام میں حقیقی بیٹے کی طرح ہو جاتا تھا۔ وراثت میں حقیقی بیٹے کی طرح وارث شمار کیا جاتا، حقیقی بیٹے کے نکاح کرنے سے جو عورتیں والد کے حرام ہو جاتیں متبنّیٰ کے نکاح کرنے پر ان تمام عورتوں کو حرام سمجھا جاتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا متبنّیٰ بنا لیا تھا۔ چنانچہ اس رسم کی تردید کی گئی کیونکہ یہ احکام وراثت اور محرمات سے متصادم تھی۔ اللہ تعالی نے اس رسم کی تردید کرتے ہوئے حکم دیا

"وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ... الأية"[15]

"اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ٹھیک بات کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ سمجھاتا ہے"۔

متبنّیٰ کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھنے کی رسم کی تردید کے ساتھ وجہ بھی بیان کر دی کہ بچے کو اس کے نسب کے سلسلہ سے ہی پکارا جائے۔ کسی بچے کو بیٹا کہنے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ...الأية"[16]

"لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو، اللہ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپ کو نہیں جانتے تو دین میں تمہارے بھائی اور رفیق ہیں"۔

متبنّیٰ کو حقیقی بیٹا کہنے سے نسب میں خرابی لازم آتی تھی۔ کسی انسان کو غیر اب کی طرف منسوب کرنے گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا

"من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه فاالجنة عليه حرام"[17]

"جس نے باجود جاننے کے اپنے آپ کو والد کے علاوہ غیر والد کی طرف منسوب کیا تو اس پر جنت حرام ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"من انتسب إلى غير أبيه أو تولى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين. "[18]

"جس نے اپنے آپ کو غیر اب کی طرف منسوب کیا یا دوسرے کے مولیٰ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتے، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے"۔

حضور اقدس ﷺ کے ان صریح فرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی شخص کے نسب کو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ متبنّیٰ کو بھی اگر اس کے حقیقی باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کیا جائے تو یہ بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ اس سے اس کا نسب متاثر ہوگا۔ نسب کا تحفظ مقاصد شریعت میں شامل ہے۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں چونکہ متبنّیٰ کو حقیقی بیٹے کے طرح ماننے کا اثر بہت سے معاملات پر پڑتا ہے۔ اس لیے یہ حکم نافذ کر دیا کہ متبنّیٰ کو پکارو، اس کا ذکر کرو تو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کرکے کرو۔ جس نے بیٹا بنایا اس کی طرف منسوب کرکے خطاب نہ کرو کیونکہ اس سے بہت سے معاملات میں اشتباہ و التباس پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔[19]

اس اصول اور قاعدے کے تحت بھی کئی رسومات کا حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے منگنی کے موقع لڑکے کا لڑکی کو خود انگوٹھی پہنانا اور اکٹھے تصاویر بنانے کی رسم دوسرے شرعی احکام سے متصادم ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکے ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں اور ان کا ایک دوسرے کے جسم کو مَس کرنا جائز نہیں ہے۔

فعل مباح اور مستحب، امرِ غیر مشروع کے ملنے سے ممنوع ہو جاتا ہے:

ایک فعل مباح یا مستحب ہو ہو لیکن اگر اس کے ساتھ کوئی فعل غیر مشروع مل جائے تو وپ ناجائز ہو گا۔ جیسے دوسرے مسلمان کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔

"رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس."[20]

"سلام کا جواب دینا اور مریض کی عیادت کرنا اور جنازہ میں شریک ہونا اور دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا"۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں دعوت تب قبول کرنی ہے جب اس میں کوئی معصیت نہ ہو۔[21]

فتاوی التتارخانیہ میں ہے کہ دعوت کی جگہ میں اگر کوئی معصیت اور بدعت نہ ہو تو قبول کرنا واجب ہے، اور ہمارے زمانے میں دعوۃ قبول کرنے سے اجتناب بہتر ہے، لیکن اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہاں کوئی معصیت اور بدعت نہیں ہوگی تو قبول کرلینی چاہیے۔[22]

علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں کہ اگر دعوت کی جگہ میں حاضر ہونے سے پہلے ہی معلوم ہو کہ وہاں لہو لعب ہے تو وہاں حاضر نہ ہو، اس لیے کہ منکر کی وجہ سے دعوت قبول کرنا لازم نہیں ہے اس لیے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور ان کو دعوت دی۔

"فحضر فرأى في البيت تصاوير فرجع"[23]

"تو نبی ﷺ آئے لیکن گھر میں تصاویر دیکھیں تو واپس لوٹ گئے"۔

معلوم ہوا اگر کوئی عمل مستحب اور مباح ہو لیکن اگر معصیت یا کسی امر غیر مشروع کے ساتھ مل جائے تو وہ عمل بھی ممنوع ہو جائے گا۔ بہت سی معاشرتی رسومات بھی امر غیر مشروع اور معصیت کی ملاوٹ کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہیں۔

جیسے شب برات کے موقع پر خاص کھانے کی چیزیں تیار کرنا اور انہیں تقسیم کرنا رسم بن چکا ہے جس کا ثبوت نصوص میں نہیں ملتا۔ اس رسم کا التزام کرنا اور نہ کرنے والے کو لعن طعن کرنا مندرجہ بالا اصول کی بناء پر ناجائز ہوگا۔ ویسے شب برات کو خاص بھی نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کا التزام ہو تو صدقہ جائز ہے لیکن مخصوص رات یا تاریخ کے ساتھ خاص کرنے اور اس کے التزام کی وجہ سے یہ رسم ناجائز ہوگی۔

کوئی رسم یا عمل اگر اہل کفر و بدعت کا شعار بن جائے تو اس کا ترک بھی لازم ہے:

ایسی رسم یا فعل جس کو اہل کفر اپنالیں اور وہ فعل ان کی علامت بن جائے تو ایسا عمل اگرچہ جائز بھی ہو اس کا ترک کرنا لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسا مباح عمل جو اہل بدعت کا شعار اور علامت بن جائے تو اس کا ترک کرنا لازم ہو جائے گا۔ اس لیے کہ ایسی رسم یا فعل جو اہل بدعت کا شعار اور علامت بن جائے اسے کرنے سے اہل بدعت کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے اس لیے اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ حضور اقدس ﷺ کئی روایات میں یہود و نصاری اور مشرکین سے مشابہت سے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔

"من تشبه بقوم فهو منهم"[24]

"جو جس قوم سے مشابہت کرے گا ان ہی میں سے ہوگا"۔

عبدالرحمن بن عمرو فرماتے ہیں:

"من بنى ببلاد الأعاجم و صنع نيروزهم و مهرجانهم وتشبه بهم حتى يموت وهو كذلك حشر معهم يوم القيامة"[25]

"جس شخص نے اہل عجم کی زمین میں زمین بنائی اور وہاں ان کے تہوار نیروز اور مہرجان منائے اور ان سے مشابہت اختیار کیے یہاں تک کہ (بغیر توبہ کے) مر گیا تو قیامت کے دن اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا"۔

علامہ ابن تیمیہ نے اسی روایت کو نقل کیا اور بلاد الأعاجم کی جگہ أرض المشركين کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ اس کے بعد

فرماتے ہیں کہ اسے مطلق تشبہ پر محمول کیا جائے گا جو کفر کو لازم کرتا ہے، اور اس کی بعض چیزوں کے حرام ہونے کا متقاضی ہے کیونکہ ان کی قدر مشترک میں ان سے مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے وہ انہی میں سے ہو گیا۔ اگر یہ مشابہت کفر میں ہو یا معصیت میں ہو یا ان کا شعار ہو اس کا حکم اسی طرح ہے۔ اور تشبہ ہر حال میں حرمت کا تقاضہ کرتا ہے۔ اور تشبہ ہر فعل کو عام ہے جس کو مشرکین نے کیا ہو اور وہ نادر ہو۔ اور جس نے غیر (اہل کفر) کے فعل کی اتباع اسی غرض (یعنی تشبہ کی نیت) سے کی جبکہ اصل فعل غیر سے لیا گیا ہو تو یہ تشبہ ہو گا۔ اور اگر ایک شخص نے ویسے ہی کوئی فعل کیا اور وہی فعل غیر مسلم نے بھی کیا اور دونوں اس فعل کے کرنے میں متفق ہو گئے، لیکن کسی ایک نے بھی دوسرے کے فعل کو دیکھ کر اسے نہیں کیا، تو اسے تشبہ کہنے میں نظر ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسے فعل کے کرنے سے بھی منع کیا جاتا ہے کہ یہ تشبہ کا ذریعہ نہ بن جائے اسر اسی وجہ سے ایسے افعال میں بھی غیر مسلم کی مخالفت کرنی ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے داڑھی کو بڑھانے ور مونچھوں کو کٹوانے کا حکم کیا، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ سفیدی (بڑھاپے) کو تبدیل کرو لیکن یہود کی مشابہت نہ کرو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارا ایسا فعل جو بغیر قصد کے ہو لیکن اس سے یہود سے مشابہت لازم آتی ہو کو ترک کرنے کی بجائے تبدیل کر دینا ہے تاکہ مشابہت لازم نہ آئے، اور یہ تمام افعال اتفاقیہ میں موافقت کا حکم معلوم کرنے میں زیادہ بلیغ ہے۔ [26]

ایک روایت میں حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا۔

" فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس"[27]

"ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے"۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى...الحديث"[28]

"جو ہمارے غیروں کی مشابہت کرے وہ ہم میں سے نہیں، یہود و نصاری کی مشابہت نہ کرو، یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاری کا سلام ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہے"۔

ایک حدیث میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جب یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہؓ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس دن کی یہود و نصاری بھی تعظیم بھی کرتے ہیں۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا اليوم التاسع"[29]

"جب آئندہ سال آئے گا تو ان شاء اللہ ہم نو تاریخ کا روزہ رکھیں گے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"صوموا يوم عاشوراء وخالفوا فيه اليهود صوموا قبله أو بعده يوما"[30]

"عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو، عاشوراء سے ایک دن قبل یا بعد کا روزہ رکھو"۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک امر شرعی اور عبادت میں بھی یہود کی موافقت نہیں کی اور ان کی مخالفت کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے ہر عمل اور فعل میں غیر مسلم کی مشابہت سے اجتناب ضروری ہے۔

عصر حاضر میں ایسی بہت سی رسومات ہیں جو غیر مسلم معاشرے سے مسلمان معاشرے میں سرایت کر گئی ہیں۔ جیسے ہر

سال یوم ولادت کے موقع پر سالگرہ مناتے ہیں۔ جس میں مخصوص لباس پہنا جاتا ہے، اور کیک کاٹا جاتا ہے، جھنڈیاں اور غبارے لگائے جاتے ہیں۔ یوم ولادت منانے کی رسم خالص غیر مسلم معاشرے کی ہے اسلامی معاشرے میں اس کا ثبوت نہیں ملتا لہٰذا مسلم معاشرے میں اس کا کرنا ناجائز ہوگا۔ اس کے علاوہ شادی کی رسومات میں وری، دلہے کے ہاتھوں میں گانے (موتیوں اور لڑیوں سے بنے ہوئے) ہار باندھنا، دولہن کو مایوں بٹھانا، دولہے کو سیج چڑھانا سب ہندوانہ رسوم ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

نتائج البحث:

1. کسی بھی غیر ضروری امر رسم بن جائے اور لوگ اسے نیکی سمجھ کر کرنے لگیں تو ایسی رسم ناجائز ہو گی اور اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔
2. کوئی بھی ایسی رسم یا فعل جو غیر ضروری ہو (شریعت نے اسے لازم نہ کیا ہو) لیکن اسے فرائض و واجبات کی طرح لازم سمجھ کر کیا جائے، اور اس کے ترک کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے تو ایسی رسم یا فعل بھی ناجائز ہوگا اور اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔
3. کوئی بھی رسم اگر کسی شرعی حکم کے متصادم ہو، یعنی رسم پر عمل کرنے سے کسی شرعی حکم کی مخالفت ہوتی تو ایسی رسم بھی ناجائز ہے۔
4. ایسی رسم یا فعل جو غیر مسلموں کا شعار اور علامت ہو، ناجائز ہے اور اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔
5. مباح کام جس کا عام حالات میں کرنا جائز ہے اسے رسم بنالیا جائے اور فرض و واجب کی طرح اس کا التزام کیا جائے تو اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔
6. کوئی بھی امر مباح کسی بھی معصیت اور امر غیر مشروع کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ناجائز ہو جاتا ہے۔
7. کسی رسم یا عمل کی نظیر و مثال فرائض و سنن میں ملتی ہے ہو تو اس کا کرنا جائز ہے، اگر اس کی مثال فرائض و سنن میں نہ ملتی ہو تو اس کا کرنا ناجائز ہوگا، اور اسے ترک کرنا ضروری ہوگا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات

حوالہ جات وحواشی

[1] قرطبیؒ، محمد بن احمد، تفسیر القرطبیؒ، ناشر: دار الکتب المصریہ قاہرہ، ط: دوم ۱۳۸۴ھ-۱۹۶۴م، ج:۱، ص: ۳۴۴، ۳۴۵

Qurṭabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tafsīr Al- Qurṭabī,(Dār al Kutub al Miṣrīah Qāhirah,2nd Edition, 1964), Vol:01,PP: 344-345

[2] البقرۃ: ۲: ۱۸۹

Al-Baqrah, 02:189

[3] قرطبیؒ، محمد بن احمد، تفسیر القرطبیؒ، ج:۲، ص: ۳۴۶

Qurṭbī, Muḥammad bin Aḥmad, Tafsīr al Qurṭbī, Vol:02,PP:346

[4] عثمانی، محمد شفیع، معارف القراان، ناشر: ادارۃ المعارف کراچی، ط: جدید ۱۴۳۹ھ، ج:۱، ص: ۵۳۸

'thmanī, Muḥammad Shafī', Mīārif al Qurūn, (Idārah al Mīārif, Karāchī, New Edition, 1439 ah, Vol:01,PP:538

[5] البقرۃ،۲: ۲۲۹

Al-Baqrah, 02:229

[6] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ناشر: دار طوق النجاۃ، ط: اول، سن طباعت: ۱۴۲۲ھ، رقم الحدیث: ۸۵۲

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'l, Ṣḥīḥ Bukhārī, (Dār ṭawq al Najāh, 1st Edition, 1422 ah, Ḥadtih Number:852

[7] ملا القاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ناشر: دار الفکر بیروت لبنان، ط: اول، ۱۴۲۲ھ، ج: ۲، ص: ۷۵۵

Mullā al qārī, 'lī bin Sulṭān Muḥammad, Mirqāt al Mafātīḥ sharḥ mishkāh al mṣābīḥ,(Dar Al-Fikar Beirūt, Labnān, 1st Edition,1422ah,) Vol: 02, PP:755

[8] مبارکپوری، عبید اللہ بن محمد، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ناشر: ادارۃ البحوث العلمیہ والدعوۃ والافتاء بنارس الہند، ط: سوم، سن طباعت: ۱۴۰۴ھ، ج: ۳، ص: ۳۰۱

Mubārakpuurī, 'ubyd Allah bin Muḥammad, Mir'āt al Mafātīḥ sharḥ mishkāh al mṣābīḥ,(Idārat Al-Bḥuuth al 'lmiyah wa Al-Da'wah wa Al-Iftā Baāris Al-Hind, 3rd Edition, 1404 ah),Vol:03,PP:301

[9] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی دواؤد، ناشر: المکتبۃ العصریہ صیدا بیروت، رقم الحدیث: ۳۳۰۰

Abū Dāwūd, Sulymān bin Ash'th, Sunan Abī Dāwūd,(Al-Maktabah Al-'ṣriyah, Beirūt) Ḥadith Numbaer: 3300

[10] قرطبی، محمد بن احمد، تفسیر القرطبی، ج: ۲، ص: ۳۴۷

Qurṭbī, Muḥammad bin Aḥmad, Tafsīr al Qurṭbī, Vol:02,PP:347

[11] مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث: ۹۷۰

Muslim, Muslim bin Ḥajāj, Ṣḥīḥ Muslim, (Dar Iḥyā Al-Turāth Al-'rabī, Beirūt, Ḥadith Number:970

[12] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج: ۷، ص: ۹۷

'thmanī, Muḥammad Shafī', Mīārif al Qurūn,Vol:7,PP:97

[13] الاحزاب، ۳۳ : ۴

Al-Aḥzāb, 33:04

[14] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج: ۷، ص: ۹۸

'thmanī, Muḥammad Shafī', Mīārif al Qurūn,Vol:7,PP:98

[15] الاحزاب، ۳۳ : ۴

Al-Aḥzāb, 33:04

[16] الاحزاب، ۳۳ : ۵

Al-Aḥzāb, 33:05

17 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۶۷۶۶

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'l, Ṣḥīḥ Bukhārī,Ḥadith Number:6766

18 ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ناشر: دار احیاء الکتب العربیہ، رقم الحدیث: ۲۶۰۹

Ibn e Mājah, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn e Mājah, (Dar Iḥyā Al-Kutub Al-'arabiyyah), Ḥadith Number:2609

19 عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج: ۷، ص: ۹۹

'thmanī, Muḥammad Shafī', Mīārif al Qurūn,Vol:07,PP:99

20 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۲۴۰

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'l, Ṣḥīḥ Bukhārī,Ḥadith Number:1240

21 ملا قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج: ۳، ص: ۱۱۲۰

Mullā al qārī, 'lī bin Sulṭān Muḥammad, Mirqāt al Mafātīḥ sharḥ mishkāh al mṣābīḥ,Vol:03, PP:1120

22 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار علی الدر المختار، ناشر: دار الفکر بیروت، ط: دوم، سن طباعت: ۱۴۱۲ھ، ج: ۶، ص: ۳۴۸

Ibn e 'ābdīn, Muḥammad Amīn bin 'umar, Rad Al-Mukhtār, (Dar Al-Fikar Beirūt, Labnān, 2nd Edition,1412ah,), Vol:06, PP:348

23 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ناشر: دار الکتاب الاسلامی، ط: دوم، ج: ۸، ص: ۲۱۴

Ibn e Nujym, Zyn Al-Dīn bin Ibrāhīm, Al-Baḥr Al-Rāiq Sharḥ Kanz Al-Dqāiq (Dar Al-Kitāb Al-Islāmī, 2nd Edition) Vol:08,PP:214

24 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۰۳۱

Abū Dāwūd, Sulymān bin Ash'th, Sunan Abī Dāwūd,Ḥadith Number:4031

25 البیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ للبیہقی، ناشر: دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، ط: سوم ۱۴۲۴ھ، رقم الحدیث: ۱۸۸۶۳

Albyhaqī, Aḥmad bin Ḥusyn, Al-Sunan Al-Kubrā Lilbyhaqī, (Dar Al-Kutub Al-'lmiyyah Beirūt, Labnān, 3rd Edition, 1424ah), Ḥadith Number:18863

26 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، ناشر: دار عالم الکتب، بیروت لبنان، ط: ہفتم، ۱۴۱۹ھ، ج: ۱، ص: ۲۷۱۔

Ibn e tymiyyah, Aḥmad bin 'bd Al-Ḥalīm, Iqtiḍā Al-Ṣirāṭ Al-Mustqīm Limukhaālafat Al-AṢḥāb Al-Jaḥīm (Dar 'ālam Al-Kutub, Beriūt, Labnan, 7th Edition,1419 ah) Vol:01,PP:271

27 ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۴۰۷۸

Abū Dāwūd, Sulymān bin Ash'th, Sunan Abī Dāwūd,Ḥadith Number:4078

28 ابو عیسیٰ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت، سنۃ النشر: ۱۹۹۸م، رقم الحدیث: ۲۶۹۵

Abū 'īsā tirmdhī, Muḥammad bin 'īsā, Sunan Tirmidhī, (Dar Al-Gharb Al-Islāmī, Beirūt,1998 ac), Ḥadith Number:2695

29 مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۳۴

Muslim, Muslim bin Ḥajāj, Ṣḥīḥ Muslim,Ḥadith Number:1134

30 امام ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، ط: اول ۱۴۲۱ھ، رقم الحدیث: ۲۱۵۴

Imām Ibn e Ḥanbal, Aḥmad bin Muḥammad, Musnad Aḥmad, (Mo'aṣasah al Risālah, Beirāt, 1st Edition, 1421ah), Ḥadith Number:2154